خاص مضمون : شعبہ فولاد – طویل مدتی حکمت عملی کی ضرورت

کسی ملک کی مجموعی معاشی ترقی کے لیے فولاد کی ترقی یافتہ صنعت انتہائی اہم ہے۔ معاشی ترقی کے ابتدائی ادوار میں توقع کی جاتی ہے کہ فولاد کی کھپت کی شرح بہت تیز رہے کیونکہ بنیادی انفراسٹرکچر بشمول پل، ڈیموں، ریلوے، بجلی کی تیاری، تقسیم و ترسیل کے منصوبوں وغیرہ کی تعمیر کے لیے فولاد کی بڑی مقدار درکار ہوتی ہے۔ ہر قسم کی مشینری، آلات، اور گاڑیوں کی تیاری کے لیے بھی فولاد بنیادی خام مادے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

جدول خ 1.1: فولاد کی تیار مصنوعات کی فی کس کھپت (کلوگرام)

	2010ء	2011ء	2012ء	2013ء	2014ء
بنگلہ دیش	12.3	13.1	14.9	15.5	16.9
پاکستان	16.5	16.3	18.1	19.3	23.5
بھارت	52.8	55.9	57.3	57.6	58.6
ویت نام	119.7	108.6	121.3	128.8	156.2
انڈونیشیا	37	44.7	50.4	50.5	50.7
چین	438.2	475.6	487.0	539.5	519.0
جنوبی کوریا	1,067.2	1,142.5	1,089.9	1,038.4	1,108.8
ایشیا	226.7	242.9	247.5	266.3	261.3
عالمی اوسط	193.2	206	207.4	217.8	216.9

ماخذ: اسٹیل اسٹیٹس ٹیکل ایئر بک 2015ء

پاکستان ایک ترقی پذیر معیشت ہے جو تیز تر صنعتی ترقی حاصل کرنے کے بہت زیادہ امکانات رکھتی ہے۔ تاہم پائیدار صنعتی اور معاشی ترقی فولاد کی یقینی فراہمی پر منحصر ہے۔ فولاد کی ناکافی دستیابی معیشت کے تمام شعبوں میں ترقی کے لیے کی جانے والی کوششوں کی راہ میں قدرتی رکاوٹ بن جاتی ہے۔ چنانچہ فولاد کی پیداوار کے لیے منصوبہ بندی ملک کی مجموعی ترقیاتی منصوبہ بندی کا نہایت اہم حصہ ہونا چاہیے۔

فی الحال پاکستان سالانہ تقریباً چھ ملین میٹرک ٹن فولاد پیدا کرتا ہے۔ اس میں یہ شامل ہیں: خام اشیا (لوہا اور کباڑ)؛ مسطح اشیا (چادریں اور تختیاں جو گاڑیوں کے شعبے میں استعمال ہوتی ہیں)؛ اور لمبوتری اشیا (فولاد کی سلاخیں، تاروں کی چھڑیاں، جنگلے اور انفراسٹرکچر کی تیاری میں مستعمل ڈھانچے، اور نلکیاں اور پائپ)۔ تاہم پاکستان میں فولاد کی فی کس کھپت بہت کم یعنی 23.5 کلوگرام ہے اس کے مقابلے میں بھارت میں یہ 58.6 کلوگرام ہے، اسی طرح ایشیا میں اس کی اوسط 261.3 کلوگرام اور عالمی اوسط 216.9 کلوگرام ہے (**جدول خ 1.1**)۔

گزشتہ دو سال کے دوران انفراسٹرکچر کی جانب حکومت کی بڑھی ہوئی توجہ کئی ترقیاتی منصوبوں کے آغاز پر منتج ہوئی ہے۔ اس میں غیر ملکی سرمائے سے چلنے والے منصوبے شامل ہیں، بالخصوص وہ جو چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت آتے ہیں، اس کے علاوہ یہ پالیسی کئی منصوبوں میں سرمایہ کاری کے لیے نجی اداروں کی بھی حوصلہ افزائی کر چکی ہے۔ سڑکوں، ریلوے، ڈیموں اور توانائی کے انفراسٹرکچر کی تیاری میں فولاد کے اہم کردار اور اس کے ساتھ ملک میں جاری ترقیاتی منصوبوں کی رفتار کے پیش نظر فولاد اور اس کی منسلک مصنوعات کی طلب میں نمایاں اضافہ متوقع ہے۔ درآمدات کو درمیانی تا طویل مدت میں بڑھائے بغیر اس بلند طلب کو پورا کرنے کے لیے آئندہ برسوں میں ملک کو اس صنعت میں وسیع سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی۔

پاکستان میں فولاد کی صنعت لوہا پگھلانے کی بھٹیوں سے لے کر خام مال کی تیاری کے شعبہ جات اور اختتامی صارف کی صنعتوں تک ایک مکمل اور گتھے ہوئے قدری سلسلے پر مشتمل ہے۔ اگرچہ ملک میں فولاد کی پیداوار ابھی تک مستحکم نہیں ہوئی ہے (شکل خ 1.1)۔[1] اس شعبے میں تحرک کی کمی کی وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فولاد کی صنعت کئی چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے: اس وقت اس صنعت میں کم از کم چھ سو ادارے ہیں اور ان میں کوئی بھی قائدانہ صلاحیت نہیں رکھتا جو نصب العین یا سمت کا تعین کرسکے۔

شکل خ 1.1: فولاد کی درآمدات اور ملکی پیداوار

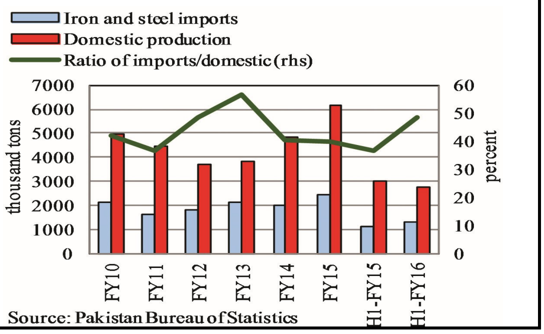

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل خ 1.2: شعبہ فولاد کے مختلف اجزا کی استعداد کا استعمال

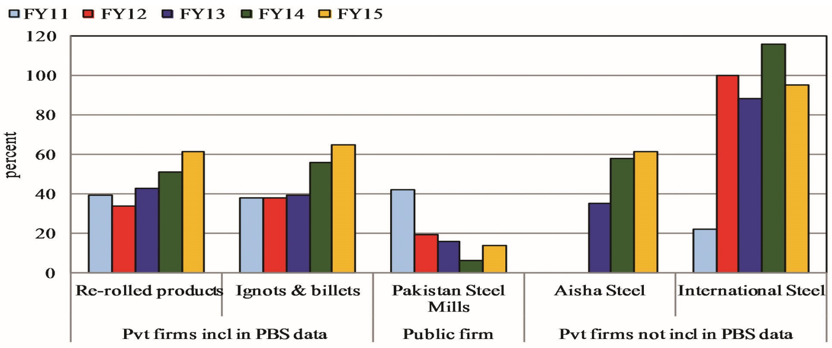

Sources: Pakistan Bureau of Statistics, PSM, PSMA, Companies' Financial Reports

مزید برآں، پاکستان میں فولاد کی صنعت چھوٹے چھوٹے پلانٹس پر مشتمل ہے جن میں سے اکثر قدیم ٹیکنالوجی استعمال کررہے ہیں۔ بالخصوص بہت سے پگھلائی، ڈھلائی، اور تیار کرنے والے ادارے فولاد کے برآمدکنندہ ممالک میں اپنے حریفوں کے مقابلے میں بہت چھوٹے پلانٹس رکھتے ہیں۔ اسی طرح قدیم (اور توانائی ضائع کرنے والی) ٹیکنالوجی کا استعمال ان اداروں کی تیاری کی لاگت میں اضافے اور گھٹیا اور مختلف معیارات کی پیداوار پر منتج ہوتا ہے۔[2]

1 اگرچہ صنعت اس وقت اپنی منڈی کی تمام صلاحیت استعمال کرنے سے بہت دور ہے، لیکن کچھ انفرادی ادارے گزشتہ کچھ برسوں میں نمایاں کامیابی حاصل کرچکے ہیں۔ ان میں یہ شامل ہیں: آغا اسٹیل، جس نے 2015ء میں 150 ہزار ٹن تیار کیا (اور 2019ء میں اپنی اس صلاحیت کو دگنا کرکے 300 ہزار ٹن تیار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے)؛ امریلی اسٹیل، جس نے 2015ء میں 180 ہزار ٹن تیار کیا (اور 2017ء میں 5 لاکھ ٹن تک پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہے)؛ اور انٹرنیشنل اسٹیل لمیٹڈ جس نے 2015ء میں 463 ہزار ٹن تیار کیا (اور 2016ء میں اپنی اس گنجائش کو دس لاکھ ٹن تک بڑھانے کا ارادہ رکھتا ہے)۔

2 فولاد کی تیاری بہت زیادہ توانائی کی متقاضی ہوتی ہے (اس کی کل لاگت کا 20 سے 40 فیصد توانائی پر مشتمل ہوتا ہے)۔ توانائی کے انضباط کے خودکار نظاموں کی بنا پر فولاد پیدا کرنے والے چوٹی کے بیشتر ممالک میں 1960ء سے اب تک ایک ٹن خام فولاد تیار کرنے کے لیے درکار لاگت میں تقریباً 60 فیصد کمی ہوچکی ہے (ورلڈ اسٹیل ایسوسی ایشن)۔ تاہم پاکستان میں زیادہ تر ملکی پیداوار کے یونٹس توانائی کی کھپت کے اعتبار سے بین الاقوامی نشانیے کے لحاظ سے نصف استعداد رکھتے ہیں۔

شکل خ 1.3: پاکستان اسٹیل ملز کی استعداد کا استعمال

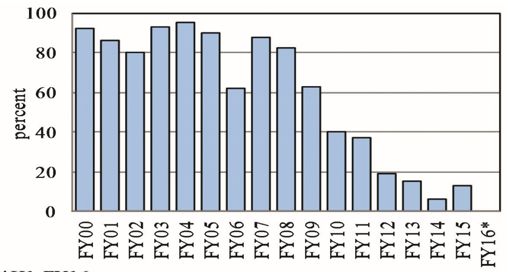

*H1-FY16
Source: Pakistan Steel Mills

نتیجتاً یہ مصنوعات، بالخصوص بھارت اور چین کی، سستی درآمدات کا مقابلہ نہیں کر پاتیں[3] جہاں تیارکنندگان کو تیاری کے مستعد طریقوں کے فوائد حاصل ہیں۔[4] چنانچہ ملکی صنعت فولاد کی مصنوعات کی شدید مقامی طلب کے باوجود اپنی تنصیب کردہ گنجائش کے محض 60 فیصد کو ہی استعمال کر پاتی ہے (شکل خ 1.2)؛ اس سے ادارے کی تیاری کی لاگت بھی بڑھ جاتی ہے۔[5] چنانچہ متوقع طور پر اس قدری سلسلے کے تمام شعبے درآمدات پر بہت زیادہ انحصار کرتے ہیں۔ یقیناً مالی سال 2015ء میں فولاد کی تیاری میں 24.8 فیصد بھرپور اضافہ لوہے اور فولاد کے اسکریپ کی درآمدی مقدار میں 34 فیصد اضافے سے منسلک تھا (2.6 ارب امریکی ڈالر لاگت پر)۔[6]

بجلی کی کمی بھی مقامی صنعتکاروں کے لیے ایک اہم معاملہ ہے؛ اس کے علاوہ بجلی کی قیمت بھی بہت زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ سستی درآمدات سے مقابلے کا چیلنج بھی ہے۔ ان عوامل نے مل کر فولاد کے تیارکنندگان کو مجبور کردیا ہے کہ وہ ذاتی بجلی پیدا کرنے اور اپنے لیے فیڈرز مخصوص کروانے کے لیے بھی سرمایہ لگائیں۔ طویل مدتی حکمت عملی کے تناظر میں مقامی صنعت کو مقابلہ کرنے کے لیے کفایت حجم اور جدید اور کارگر ٹیکنالوجی کی ضرورت ہوگی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ پاکستان میں ابھی بڑے صنعتکار نہیں ہیں؛ پاکستان اسٹیل ملز، انٹرنیشنل اسٹیل، عائشہ اسٹیل اور امریلی اسٹیل، وغیرہ، ملک میں بڑے پیمانے پر فولاد کے تیارکنندگان ہیں۔ لیکن اپنے عمل کو روانی سے چلانے کے لیے انھیں مناسب پالیسی اعانت کی ضرورت ہے۔

فرسودہ ٹیکنالوجی کے باوجود پاکستان اسٹیل ملز ابھی تک سب سے زیادہ پیداواری صلاحیت رکھتی ہے۔[7] تاہم، کئی بیل آؤٹ پیکیجز کے باوجود مستقل انتظامی اور مالی رکاوٹیں اسے خود کفالت کی منزل سے دور رکھے ہوئے ہیں (شکل خ 1.3)[8, 9]

3 چین کی درآمدات پاکستانی فولاد کی صنعت کے لیے ایک بڑا چیلنج ہیں۔ پاکستان نے چین کے ساتھ آزاد تجارتی معاہدہ کر رکھا ہے، جو تیار اشیا رعایتی ڈیوٹی پر درآمد کرنے کو یقینی بناتا ہے۔ 2015ء میں چین نے 823 ملین ٹن (دنیا بھر کی فولاد کی تیاری کا تقریباً 50 فیصد) تیار کیا اور 100 ملین ٹن کی ریکارڈ مقدار میں برآمد کیا؛ اس کے بڑے درآمد کنندگان میں سے ہونے کی وجہ سے پاکستان میں بھی مالی سال 2016ء کی پہلی ششماہی کے دوران چین سے فولاد کی درآمدات میں تیزی سے اضافہ ہوا (تقریباً 22 فیصد)۔

4 مقامی پلانٹس اعلیٰ معیار کی مصنوعات (بالخصوص وہ جو گاڑیوں یا گھریلو آلات کی تیاری میں استعمال ہوتے ہیں) کے لیے ملکی طلب پوری کرنے سے قاصر ہیں۔

5 گذشتہ چند برسوں کے دوران استعداد کے استعمال کی عالمی اوسط تقریباً 80 فیصد ہی رہ گئی ہے۔

6 گذشتہ چند برسوں میں لوہا، فولاد اور منسلکہ مصنوعات کی قیمتوں میں بین الاقوامی کمی نے ملکی شعبے کے لیے ان کی بڑی مقدار میں درآمدات کو آسان بنادیا ہے؛ اگر قیمتوں میں دوبارہ اضافہ ہوا تو یہ صنعت درآمدات کی اس سطح کو برقرار نہیں رکھ پائے گی۔

7 پاکستان اسٹیل ملز چھوٹے پیمانے کی صنعت — فولاد کی پگھلائی، ڈھلائی اور آلات سازی کی صنعتوں — کو متعدد مصنوعات جیسے کچا لوہا، سلاخیں، چادریں اور لچھے فراہم کرسکتی ہے۔

8 حکومت پاکستان اسٹیل ملز کے غیر وصول شدہ واجبات کو واپس کرنے کے لیے اب تک کئی بیل آؤٹ پیکیجز مہیا کرچکی ہے، لیکن یہ بھی پائیدار بنیادوں پر مل کی کارکردگی کا احیا نہیں کرسکے۔ مثال کے طور پر 25 اپریل 2014ء کو اقتصادی رابطہ کمیٹی نے 18.5 ارب کا تنظیم نو کا منصوبہ منظور کیا۔ اس اعانت کے باوجود مالی سال 2015ء کے دوران 77 فیصد کے ہدف کے مقابلے میں پاکستان اسٹیل ملز کی استعداد کا استعمال 20 فیصد سے بھی کم رہا۔ جولائی 2015ء سے پاکستان اسٹیل ملز کی پیداوار گیس کی عدم دستیابی کے باعث معطل ہوچکی ہے۔

9 2006ء سے پاکستان اسٹیل ملز کے قرضے اور (خالص) مجموعی نقصانات بڑھ کر 170 ارب روپے ہوچکے ہیں۔ واجبات (18.1 ارب روپے) کی عدم ادائیگی کی وجہ سے ادارے کو گیس کی فراہمی روک دی گئی ہے جو اس کی مکمل بندش پر منتج ہوئی ہے۔ نقصان میں یہ اضافہ ماہانہ تقریباً 1.6 ارب روپے ہے (ذرائع: پاکستان اسٹیل ملز)۔

پاکستان اسٹیل ملز کی سست کارکردگی تمام قدری سلسلے پر اثر انداز ہوتی ہے: فولاد کی پگھلائی اور ڈھلائی کے بہت سے چھوٹے ادارے گھٹیا معیار کے (خاص طور پر جہازوں کی توڑ پھوڑ سے حاصل شدہ) کباڑ پر انحصار کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں معیاری رکاوٹیں قدری سلسلے کے اگلے مراحل میں پیداوار پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ پاکستان اسٹیل ملز کی نجکاری اس کی کارکردگی کو بحال کرنے میں پائیدار بنیادوں پر مددگار ہوگی، اور اس کا باقی کی رسدی زنجیر پر بھی مثبت اثر پڑے گا۔

گزشتہ پانچ سال کے دوران نجی شعبے میں فولاد کے دو بڑے پلانٹس (انٹرنیشنل اسٹیل اور عائشہ اسٹیل)[10] سامنے آئے ہیں جو مستعد اور بین الاقوامی طور پر ثابت شدہ ٹیکنالوجی سے استفادہ کررہے ہیں۔[11] پاکستان میں فولاد کی تیاری کا سب سے بڑا ادارہ طویر تی گیس کی قیمتوں کے مسائل کے باعث تجارتی سرگرمیاں شروع نہیں کرسکا ہے۔ جہاں تک عائشہ اور انٹرنیشنل اسٹیل کا تعلق ہے، اگر ان کو پالیسی کی جانب سے مناسب اعانت حاصل ہو، یہ دونوں اپنی وسیع وجدید ٹیکنالوجی کے ذریعے اس صنعت میں اپنا حصہ ڈالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

معیشت کے مختلف شعبوں میں فولاد کی اہمیت کے تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان کو ایک واضح اور مستقل پالیسی کی ضرورت ہے۔ اس پالیسی کو فولاد کی اس زنجیر کے ان حصوں کی شناخت کرنی چاہیے جنھیں ابتدائی مرحلے میں تحفظ کی ضرورت ہے؛ جو کارکردگی اور معیار کے پیمانے بنائے اور لاگو کرے؛ اور منڈی میں منصفانہ مسابقت کو یقینی بنائے۔ یہ پالیسی پاکستان کے کاروباری حریف ممالک، بالخصوص چین اور بھارت میں فولاد کے صنعتکاروں کو دستیاب تحفظ کی سطح کو بھی مدنظر رکھے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا بھی اہم ہے کہ چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت جاری سرکاری ترقیاتی رقوم اور انفراسٹرکچر کے منصوبہ جات کے آغاز کی وجہ سے آنے والے برسوں میں فولاد کی کھپت میں اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ اگر مقامی پیداوار اور سرمایہ کاری ملک میں اپنی رفتار کو برقرار رکھنے میں ناکام ہوگئی تو اضافی فولاد کی طلب پوری کرنے کے لیے اسے درآمد کرنا ملکی ادائیگیوں کے توازن پر بوجھ ڈالے گا۔

10 عائشہ اسٹیل مل نے تجارتی آپریشنز کا آغاز 2009ء سے کیا اور یہ ہاٹ رولڈ (HR) اور کولڈ رولڈ (CR) مصنوعات تیار کرتی ہے؛ انٹرنیشنل اسٹیل نے 2011ء میں کام شروع کیا اور یہ ہاٹ رولڈ، کولڈ رولڈ، ملمع شدہ اور رنگ شدہ فولاد تیار کرتی ہے۔

11 دونوں پلانٹس جاپانی ٹیکنالوجی استعمال کرتے ہیں۔